ماضی کے جھروکے سے

۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء
اردو پارک دہلی

پاکستان کیا ہو گا؟

حضرت امیر شریعت کا تاریخی خطاب

۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے فارغ ہو کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری کی معیت میں لاہور سے دہلی روانہ ہوئے۔ ان دنوں دہلی میں برطانوی مشن (کرپس مشن) مسلم لیگ اور کانگریس سے "تقسیم" "پاکستان" کے سلسلہ میں مذاکرات میں مصروف تھا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک ماہ انتہائی مصروف گذارا۔ ان دنوں دہلی کے مختلف علاقوں میں احرار کے جلسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس سے گورنمنٹ برطانیہ کافی پریشان تھی۔ بالآخر استبدادی حکومتوں کے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے۔ احرار کے اجتماعات پر پابندیاں لگانی شروع کر دیں۔

۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں ایک بڑے جلسۂ عام کا اہتمام کیا گیا۔ اس جلسہ میں حضرت امیر شریعت نے ایک زبردست کثیر اجتماع سے آخری خطاب فرمایا۔ اس کے بعد وہ کبھی دہلی نہ جاسکے۔ اس اجتماع میں تقریباً پانچ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ دہلی میں اس سے پیشتر اتنا عظیم اجتماع کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سرانجام دے رہے تھے۔ پنڈال میں نظم و ضبط برقرار رکھنا سرخ پوش احرار رضا کاروں کے ذمہ تھا۔ پنڈال کے چاروں طرف احرار رضا کاروں کے دستے تعینات تھے۔ احرار کے سرخ ہلالی پرچم فضاؤں میں لہراتے ہوئے گل و لالہ کی سی بہار دکھا رہے تھے۔ اسٹیج زمین سے بلند چبوترے کی شکل میں بنایا گیا تھا، جس پر بجائے کرسیوں کے سفید چادریں بچھا کر ان پر گاؤ تکیے لگا دیئے گئے تھے۔ ان وقت سٹیج پر ہندوستان کی عظیم شخصیتیں اور قافلۂ آزادی کے سالار فروکش تھے جن میں مجلس احرار کے مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور جمیعت العلماء ہند کے بہت سے اکابر (جن میں حضرت مدنی اور حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی خاص طور پر قابل ذکر ہیں) موجود تھے اجلاس کا آغاز قرآن حکیم کی تلاوت اور چند نظموں سے کیا گیا۔

شیخ حسام الدین نے مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اس اجتماع کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے تقریر کا آغاز کیا۔ حضرت مولانا کی تقریر کے دوران اچانک انسانوں کے اس سمندر میں ایک لہر اٹھی اور ایک ارتعاش پیدا ہوا۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ شوقِ دید تجسس کے لئے سرگرداں ہوا کہ امیر شریعت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے جلسے کے امن و سکون کی ساری طنابیں توڑ دیں۔ نظم و ضبط کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ عوام اپنے محبوب رہنما کی

ایک جھلک دیکھنے کے لئے والہانہ انداز میں سراپا نیاز اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت امیر شریعت سٹیج پر تشریف لائے اور اپنی انتہائی دلاویز مسکراہٹ سے عوام کے پر تپاک خیر مقدم کا جواب دیا۔ ابھی حضرت امیر شریعت بیٹھے ہی تھے کہ ایک دوسرا قافلہ آن پہنچا جس میں پنڈت جواہر لال نہرو نمایاں تھے۔ اسٹیج اس وقت بین الاقوامی شخصیتوں کے اجتماع سے ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات حضرت امیر شریعت مائیک پر تشریف لائے۔ آپ نے انسانی سروں کے اس بحر بیکراں پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ ایک مرتبہ دائیں دیکھا پھر بائیں۔ جیسے لوگوں کی پیشانیوں سے تقریر کا موضوع تلاش کر رہے ہوں۔ پھر خلاف معمول خطبۂ مسنونہ سے پہلے آپ نے تقریر کا آغاز یوں فرمایا:

"آپ حضرات درود شریف پڑھیں۔"

پھر دوبارہ فرمایا۔

"درود شریف پڑھیں۔

تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔

لوگ حیران تھے کہ آج شاہ جی اتنے بڑے عدیم المثال سیاسی اجتماع میں تقریر کا آغاز کس انداز میں کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ آج یہ نئی رسم کیوں؟ عوام کے چہروں سے ابھرنے والے اس سوال کے جواب میں حضرت امیر شریعت نے خود ہی فرمایا:

"آج میں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ اتنے بڑے عظیم اجتماع کے باوجود یار لوگ صبح کے اخبارات میں لکھ دیں گے کہ: رات مجمع تو چار پانچ لاکھ کا تھا مگر اس میں مسلمان ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے میں نے درود شریف پڑھوالیا ہے تاکہ دوستوں کو معلوم ہو جائے کہ اس اجتماع میں مسلمان ہیں۔ یہ اجتماع ہی مسلمانوں کا ہے۔ اس پر تمام مجمع کشت زعفران بن گیا....

بعد ازاں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔

جوں جوں وقت گزرتا جاتا حضرت امیر شریعت کے گلے کی حلاوت اور آواز کے سوز سے ایسا محسوس ہوتا جیسے آیات خداوندی کا نزول ہو رہا ہے۔ الفاظ جیسے جیسے بڑھتے گئے، قرآن حکیم اپنے معانی و مطالب خود اضح کرتا جاتا۔ لاکھوں انسانوں کا اجتماع پتھروں کا ڈھیر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف ہُو کا عالم اور ایک ایسا سناٹا کہ سوئی گرے تو آواز آئے اور عوام مبہوت بیٹھے تلاوت کلام الٰہی سن رہے تھے۔ رکوع ڈیڑھ رکوع پڑھنے کے بعد حضرت امیر شریعت نے تلاوت ختم کی تو پنڈت جواہر لال نہرو اٹھے اور مائیک پر حضرت امیر شریعت کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور معذرت خواہانہ انداز میں گویا ہوئے۔

"بھائیو! میں تو صرف بخاری صاحب کا قرآن سننے کے لئے حاضر ہوا تھا، اب میں معذرت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں، برطانوی مشن کی آمد کے باعث مصروفیت زیادہ ہے۔"

اس کے بعد جواہر لال نہرو اور لارڈ پیتھک سٹیج سے اتر کر چلے گئے۔ حضرت امیر شریعت نے خطبہ

مسنونہ کے بعد تقریر کا آغاز کیا۔

آپ نے فرمایا:۔

"حضرات! آج میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی بلکہ چند حقائق ہیں جنہیں میں بلا تمہید کہنا چاہتا ہوں۔

اس وقت آئینی اور غیر آئینی دنیا میں خواہ دنیا کے اس علاقے کا تعلق ایشیاء سے ہو یا یورپ سے، جو بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ہندوستان میں ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہو گا! لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہو گا جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں، ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

بات جھگڑے کی نہیں، سمجھنے اور سمجھانے کی ہے، سمجھا دو مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں، کسی شہر کے کسی کوچہ میں حکومت الہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم! میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو طیار ہوں......!

لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جو لوگ اپنی اڑھائی من کی لاش اور چھ فٹ کے قد پر اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کر سکتے، جن کا اٹھنا بیٹھنا، جن کا سونا، جن کا جاگنا، جن کی وضع قطع، جن کا رہن سہن، بول چال، زبان و تہذیب۔ کھانا پینا، لباس وغیرہ، غرضیکہ کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ کی انسانی آبادی کے ایک قطعۂ زمین پر اسلامی قوانین کس طرح نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کے لئے ہر گز طیار نہیں۔

پھر آپ نے کلہاڑی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر تقسیم کے بعد مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کا نقشہ سمجھانا شروع کر دیا۔

آپ نے کہا:۔

"اُدھر مشرقی پاکستان ہو گا، اِدھر مغربی پاکستان ہو گا۔ درمیان میں چالیس کروڑ متعصب ہندو کی آبادی ہو گی، جس پر اس کی اپنی حکومت ہو گی اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہو گی۔ کون لالے؟ لالے دولت والے، لالے ہاتھیوں والے، لالے عیار لالے، لالے مکار لے............!

ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا، اسے کمزور بنانے کی ہر کوشش کرے گا۔ اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک دیا جائے گا، آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی حالت یہ ہو گی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان کی اور مغربی

پاکستان، مشرقی پاکستان کی کوئی سی مدد کرنے سے قاصر ہو گا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہو گی۔ اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ فرنگی سامراج کے "خود کاشتہ پودے۔" سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے، جو اپنی من مانی کارروائیوں سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نانِ شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر، امیر تر ہوتا چلا جائے گا، اور غریب، غریب تر۔

رات کافی بھیگ چکی تھی، حضرت امیر شریعت اپنی سیاسی بصیرت کے موتی بکھیر رہے تھے۔ مستقبل سے ناآشنا مسلمان، منہ کھولے انجانے واقعات کو حیرت و استعجاب کے عالم میں سن رہا تھا۔ امیر شریعت نے ہندو سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کی بنیاد ہندو کی تنگ نظری اور مسلمان دشمنی پر استوار ہوئی ہے۔ دولت سے پیار کرنے والے ہندو نے گائے کی پوجا کی، پیپل مہاراج پر پھول چڑھائے، چیونٹیوں کے بلوں پر شکر اور چاول ڈالے، سانپ کو اپنا دیوتا مانا...... لیکن مسلمان سے ہمیشہ نفرت کی۔ اس کے سائے تک سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ذات پات کے پجاری بڑے سے بڑے ہندو نے اچھوتوں پر اپنے مندروں کے دروازے کھول دیئے لیکن مسلمان کے لئے اپنے دل کے دروازے کبھی وا نہ کئے۔ آج اسی تنگ نظری، تعصب اور حقارت آمیز نفرت کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنا الگ وطن مانگنے پر مجبور ہوا ہے اور کانگریس یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی مصلحتوں کی بناء پر خاموش رہی۔ اگر کانگریسی رہنماء ہندو مہاسبھا، آریہ دل، جن سنگھی انتہا پسند اور اسی قسم کی تحریکوں کو اپنے اثر سے ختم کر دیتے اور وہ کر سکتے تھے تو مسلم لیگ کو یہاں پنپنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی، مگر کیا کیا جائے...... کہ یہ کوڑھ کانگریس کے اپنے اندر سے پھوٹا ہے، جو بیماری جسم کے اندر سے پیدا ہو اس کا علاج محض باہر کے اثرات کو تبدیل کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ کانگریس نے ہمارے ساتھ بھی نباہ نہ کیا۔ اگر مسلم لیگ سے بگاڑ پیدا کیا تھا تو نیشنلسٹ مسلمان کی بات ہی مان لی ہوتی، لیکن ایسا نہ ہو سکا! اور ہوا کیا؟ کہ آج اس قدر قربانیوں کے باوجود دونوں فرنگی کو اپنا ثالث مان رہے ہیں! کون فرنگی؟ جو ہندوستان کے باسیوں کے لئے کبھی بھی صحت مند اور انصاف پر مبنی فیصلہ نہیں دے سکتا!

اے کاش! کانگریس نے ہم سے نہیں تو مسلم لیگ سے ہی بنائی ہوتی، تاکہ آپس میں مل بیٹھ کر کوئی صحیح حل تلاش کر لیا جاتا۔"

رات کافی گزر چکی تھی۔ سحر قریب تھی اور حضرت امیر شریعت بے تکان بولے جا رہے تھے، کیا مجال کہ ایک متنفس بھی کہیں سے ہلا ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جیتے جاگتے انسان نہیں بلکہ انسانی شکل و صورت میں پتھر کی مورتیاں پڑی ہیں۔

آخر میں حضرت امیر شریعت نے زوردار آواز میں کہا۔ مسلم لیگ اور کانگریس دونوں سنو!

امیر جمع ہیں۔ احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

"یاد رکھو! آج اگر تم باہم مل بیٹھ کر کوئی معاملہ بھی طے کرلیتے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔ تم الگ الگ رہ کر بھی باہم شیر و شکر رہ سکتے تھے مگر تم نے اپنے تنازعہ کا انصاف فرنگی سے مانگا ہے اور وہ تم دونوں کے درمیان کبھی ختم ہونے والا فساد ضرور پیدا کر کے جائے گا جس کی وجہ سے تم دونوں قیامت تک چین سے نہیں بیٹھ سکو گے اور آئندہ بھی تمہارا آپس کا کوئی سا تنازعہ باہمی گفتگو سے کبھی بھی طے نہیں ہوسکے گا۔ آج انگریز کے فیصلے سے تم تلواروں اور لاٹھیوں سے لڑو گے تو آنے والے کل کو توپ اور بندوق سے لڑو گے۔ تمہاری اس نادانی اور من مانی سے اس برصغیر میں انسانیت کی جو تباہی ہوگی، عورت کی جو بے حرمتی ہوگی، اخلاق و شرافت کی تمام قدریں جس طرح پامال ہوں گی، تم ان کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں وحشت و درندگی کا دور دورہ ہوگا۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوجائے گا۔ انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹ دیا جائے گا نہ کسی کی عزت محفوظ ہوگی، نہ مال، نہ جان، نہ ایمان اور اس سب کا ذمہ دار کون ہوگا........؟ تم دونوں!....."

"لیکن تم یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ تمہاری آنکھوں میں تمہاری اپنی خود غرضیوں اور ہوس پرستیوں نے پردہ ڈال رکھا ہے اور تم ایک ایسے شخص کی مانند ہو جو عقل رکھتا ہے، مگر صحیح بات سوچنے سے عاری ہے، کان ہیں مگر سن نہیں سکتا، آنکھیں ہیں مگر بصیرت چھن چکی ہے۔ اس کے سینے میں دل تو دھڑک رہا ہے مگر احساسات سے خالی محض گوشت کا ایک لوتھڑا۔

فَاِنَّهَا لَاتَعمَى الاَبصَارُ وَلٰکِن تَعمَى القُلُوبُ الَّتِی فِی الصَّدُورِ۔

ابھی تقریر جاری تھی کہ اتنے میں اذان کی آواز کانوں میں پڑی اور حضرت امیر شریعت نے دہلی والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"دہلی والو سن رکھو! میری یہ باتیں یاد رکھنا۔ حالات بتا رہے ہیں کہ اب زندگی میں جیتے جی پھر کبھی ملاقات نہ ہوسکے گی۔

اب تو جاتے ہیں مے کدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

حضرات! یہ تھے چند حقائق جن کو میں بغیر کسی تمہید کے کہنا چاہتا تھا اور آج میں نے کہہ دیئے ہیں اور اب

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

یب روایت کے مطابق کرپس مشن کے ارکان جلسہ کا جائزہ لینے کے لئے جلسہ گاہ کے گرد گھومتے رہے اور کچھ دیر ٹھہر کر چلے گئے۔ مگر اسٹیج پر نہیں آئے۔ ادھر مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کوٹھی پر اس تاریخی جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے بیتاب تھے۔ صبح چند احرار دوست ان کے ہاں حاضر ہوئے تو علیک سلیک کے بعد مولانا نے پہلا سوال شاہ جی کی تقریر سے متعلق کیا۔ جب انہیں تقریر کے مفہوم سے آگاہ کیا گیا تو وہ بہت مسرور ہوئے اور مولانا کا چہرا خوشی سے تمتما اٹھا۔ اسلئے کہ تقسیم قبول کرنے پر مولانا خود کانگریس سے نالاں تھے۔

پاکستان میں کیا ہوگا؟

زلفیں ہوں گی، شانے ہوں گے
کھیں کھیں افسانے ہوں گے
دین اور مذہب کے مرقد پر
شمعیں اور پروانے ہوں گے

(حضرت امیر شریعت)

ہمارا پوسٹ کوڈ نمبر 60000 ہے۔
آپ کا پوسٹ کوڈ نمبر کیا ہے؟

دو تین ماہ سے اکثر قارئین کو شکایت ہے کہ انہیں نقیب ختم نبوت نہیں مل رہا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ محکمہ ڈاک نے پوسٹ کوڈ نمبر لازمی قرار دے دیا ہے۔ جس پتہ پر کوڈ نمبر درج نہیں ہوتا عموماً وہی ڈاک ہمیں واپس موصول ہوتی ہے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈاکخانہ سے اپنا پوسٹ کوڈ نمبر معلوم کر کے ہمیں لکھ بھیجیں۔ تاکہ پرچہ کی ترسیل کو ممکن حد تک یقینی بنایا جا سکے۔ (ادارہ)